HABIBIA ISLAMICUS
(The International Journal of Arabic &Islamic Research) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN:2664-4916 (P) 2664-4924 (E)
Home Page: http://habibiaislamicus.com
Approved by HEC in Y Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,**
Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk,
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

TOPIC:

THE CONCEPT OF RIGHTS AND OVERVIEW OF BASIC HUMAN RIGHTS

حق کا مفہوم اور بنیادی انسانی حقوق کا اجمالی جائزہ

AUTHORS:
1- *Mumtaz Ali Bhutto, Ph.D Scholar in Islamic Learning Department, University Of Karachi. Email:mabhutto2012@gmail.com Orcid ID: https://orcid.org/0000-0002-9158-3701*
2- *Dr. Nasiruddin , Chairman Department of Usoolud Deen, University of Karachi. Email: nasiruddin@uok.edu.pk Orcid ID: https://orcid.org/0000-0002-6510-3962*

How to Cite: *Bhutto, Mumtaz Ali, and Nasir uddin. 2021. "URDU 7 THE CONCEPT OF RIGHTS AND OVERVIEW OF BASIC HUMAN RIGHTS: حق کا مفہوم اور بنیادی انسانی حقوق کا اجمالی جائزہ". Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research) 5 (3):83-100. https://doi.org/10.47720/hi.2021.0503u07*
URL: http://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/185
Vol. 5, No.3 || July –September 2021 || P. 83-100
Published online: 2021-09-20

QR. Code

THE CONCEPT OF RIGHTS AND OVERVIEW OF BASIC HUMAN RIGHTS

حق کا مفہوم اور بنیادی انسانی حقوق کا اجمالی جائزہ

Mumtaz Ali Bhutto, Nasiruddin,

ABSTRACT:

Islam is an universal religion which has determined duties and rights of every individual for the betterment, stability, peace and reformation of an individual as well as society. No matter if they are slaves or independent, children or parents, brother or sister, labourers or common men or even if they are non- Muslims, their rights are well protected. No body in the world can live peacefully without recognizing and following these rights.

The Holy Prophet (PBUH) got the constitutional document written for the Madina state. The document contains provision of care not only for Muslims but the non-Muslims also and it presents a practical roadmap for this. In this societal, judicial, political, and trade rights are guaranteed, This was the first constitution given over by any ruler in the world. Success here in this life and in life hereafter lies in union of Huqooqullah (Rights of Allah) and Huqoou-ul-Ibad (Rights of people) and even today a peaceful life can be lived by acting upon them.

KEYWORDS: *Islam, Human, Muslims, Equality , Humankind, Respect.*

حق کے معنی و مفہوم: لفظ "حقوق" حق کی جمع ہے۔ اور حق کا لفظ لغت میں بہت سے معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً الحق اللہ پاک کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اس طرح سے فیصلہ شدہ امر، عدل، اسلام، قرآن، صدق، حقیقۃ الامر، مال اور موت کے معانی میں بھی حق استعمال ہوتا ہے۔(1)

حق کے لغوی معانی کے متعلق مولانا جوہری سے منقول ہے" وحق الشیء یحق بالکسر، ایوجب، لاامر ھوا واحققتا لشیء، ایاوجبتہ""اور تونے اس چیز کو ثابت یعنی لازم کر دیا۔"(2)

علامہ مناوی فرماتے ہیں" الحق لغت الثابت الذی لایسوغ انکارہٗ""یعنی حق لغت میں ثابت شدہ چیز کا نام ہے جس میں انکار کی گنجائش نہ ہو"(3)

قرآنِ پاک میں لفظ "حق" یا اس کے مشتقات میں "288" دفعہ آئے ہیں۔ جو کہ مختلف معانوں میں استعمال ہوئے ہیں۔ مثلاً: توحید کے معنی میں: "الا من شھد بالحق وھم یعلمون:(4)"ہاں جو علم ویقین کے حق کی گواہی دے"

یقینی خبر کے معنی میں: "تلك آيات الله يتلوها عليك بالحق "(5)" یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم تم کو سچائی کے ساتھ پڑھ کر سناتے ہیں"

عدل کے معنی میں: "وقضیٰ بینھم بالحق "(6)" اور ان میں انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے معنی میں: "فقد کذبوا بالحق لما جائھم" (7)جب ان کے پاس حق (نبی علیہ السّلام) آیا تو اس کو بھی انھوں نے جھٹلایا۔

صدق اور یقین کے معنی میں: "ان ھٰذا لھوالقصص الحق "(8)" یہ تمام قصے / بیانات صحیح ہیں""ان وعداللہ حقاً "(9)" بیشک یہ اللہ پاک کا سچا وعدہ ہے"

حقوق کی اصطلاحی معنی: حقوق اصطلاحی معنوں میں ان واجبات اور ذمیداریوں کو کہا جاتا ہے جن کی بجا آوری ہر انسان کے لئے ضروری ہے پھر چاہے اس کا تعلق نظریہ ءایمان وعقیدہ سے ہو یا پھر بنیادی معاملات سے ہو۔

ابنِ منظور افریقی (متوفی 711ھ) کے مطابق "ایسا امر یا حکم جو حقیقتِ حال کے مطابق ہو اور اس کا اطلاق نظریات وتصورات اور مذاہب وادیان پر ہوتا ہو۔ دوسرے الفاظ میں یہ باطل کی ضد ہے، جس کے معنی واجب اور درست کے ہیں۔" شریعت میں حق سے مراد وہ امر ہے جس کا اسلامی قانون اقرار واعتراف کرتا ہو۔ یعنی آسان الفاظ میں یہ مفہوم اخذ کیا جا سکتا ہے کہ حقوق صحتمند اور بہتر زندگی کے وہ لازمی شرائط ہیں جن کو معاشرے کے افراد طلب کرتے ہیں اور ریاست اور معاشرہ انہیں تسلیم کر لیتے ہیں اور ہر شہری اجتماعی مفادات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ان سے یکساں طور پر استفادہ کر سکتا ہے(10)

حق کا مفہوم: کسی چیز کا اس طرح ثابت ہونا، موجود ہونا یا واقع ہونا کہ اس کے واقع ہونے پر اس کے وجود سے انکار نہ کیا جا سکے اسے "حق" کہتے ہیں۔ کسی چیز کا موجود ہونا اس وقت ثابت ہو گا جب اس شے کا ہمارے حواس احاطہ کر لیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ یونس میں فرمایا ہے کہ "ان وعداللہ حق" (11)" بیشک اللہ کا وعدے (قوانین) حق ہیں"

حق کا اسلامی مفہوم: لفظ "حق" کی جمع حقوق ہیں۔ اور حق کا متضاد باطل ہے۔ آج سے چودہ سو سال عرصہ قبل جب جہالت کا دوٗر تھا لوگ اندھیروں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ جب بے رحم طاقتیں حکمرانی کر رہی تھیں، جس وقت حق اور انصاف نامی کوئی چیز موجود نہ تھی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اسلام کی روشنی کو ان قوموں کے اوپر منور کیا تا کہ وہ انسانی مسائل کو منظم کر سکے۔ تا کہ اسی اسلامی تعلیمات کی بدولت اپنے رب کے ساتھ، اپنی ذات کے ساتھ اور اپنی برادری کے ساتھ تعلقات کو روشناس کرے۔ تا کہ انسان اپنی اجتماعی سیاسی، اقتصادی، ثقافتی اور شہری حقوق کے اصول مقرر کر سکے اور دینی، فکری اور سیاسی آزادیوں کی کفالت کر کے انسانی شخصیت کی ساکھ بحال کر سکے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی روشنی میں انسان کے لئے ایسے حقوق متعین کئے ہیں کہ بیسویں صدی کے جدید قوانین بھی ان کیگردِ پا تک بھی نہ پہنچ سکے۔ یہ بات سب پر عیاں ہے کہ انسانی تکریم، عزت وآبرو اور حقوق کی حفاظت کے لئے اسلام کے متعین کردہ اصول اپنی صفائی اور حسن کے اعتبار سے ان اصولوں سے کہیں زیادہ پائیدار اور خوبصورت ہیں جنھیں آج کے دوٗر میں انسانوں نے خود وضع کیا ہے۔ اگر کوئی انسان، انسانی عقل کے دریافت شدہ یا انسانی قوانین کے مختلف درآمد شدہ حقوق اور اسلام کے عطا کردہ حقوقِ انسانی کا موازنہ کریں تو اس بات کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ اسلام کے وضع کردہ حقوقِ انسانی برحق، زیادہ منصفانہ اور شاندار ہیں جبکہ دیگر قوانین اس کے مقابلے میں پرکاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔(12) اسلام میں انسان کو ایک منفرد حیثیت حاصل ہے۔ تہذیبِ اسلامی انسانیت کی عظمت وتکریم کی علمبردار ہے۔ دنیا کی کسی بھی دوسری تہذیب میں یہ وصف نہیں پائی جاتی۔ آپ عیسائیت پر نظر ڈالیں تو انھوں نے انسان کو پیدائشی طور پر ہی گنہگار قرار دے کر ذلت کا طوق اس کی گردن میں ڈال دیا۔ ہندوؤں نے ذات پات اور قوم ونسل کی بنیاد پر انسانوں کو تقسیم کر دیا۔ لیکن اسلام نے انسان کی عزت وتکریم کا تصور دیا کہ اللہ رب العزت نے اسے بہترین تخلیق میں پیدا کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ دنیا کی تمام مخلوقات پر فضیلت، عزت وتکریم بھی عطا کی ہے۔ لہٰذا اسلامی شریعت میں بنیادی حقوقِ انسانی کی تعلیم ملتی ہے۔ پھر چاہے وہ حقوق جان و

مال کے ہوں، عزت و آبرو کے ہوں، انصاف و مساوات پر مبنی ہوں یا اخوت و بھائی چارے پر مشتمل ہوں انھیں تفصیلاً بیان کیا گیا ہے اور فتنے و فساد کو برا کہا گیا ہے۔ مطلب کہ اسلام میں حقوقِ انسانی کی خصوصیات دوسرے مذاہب سے ممتاز و نمایاں ہیں۔ سورہء نساء، سورہء طلاق، سورہء عصر اور سورہء الانعام وغیرہ میں معاشرتی احکامات نکاح، طلاق، خلع، حق مہر، نان ونفقہ، وراثت اور بچوں کی تعلیم و تربیت جیسے نکات کو بہت ہی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، جن کی مثال دوسرے مذاہبِ عالم میں نہیں ملتی۔ حقوق العباد کو حقوق اللہ پر ترجیح حاصل ہے کیونکہ اللہ پاک اپنے حقوق بخش سکتا ہے لیکن حقوق العباد کو اگر پورا نہ کیا گیا تو اللہ پاک کی ذاتِ اقدس اس شخص سے خوش نہیں ہوتا جو اس کی مخلوق کو فائدہ نہ دے اور متعلقہ فرد اسے اپنے حقوق در گذر نہ کرے۔(13) اسلام میں حقوقِ انسانی کی بنیاد توحیدی سوچ و فکر پر استوار ہے۔ نظریہء اسلام کے مطابق انسان زمین پر اللہ پاک کا جانشین ہے اور عزت و تکریم کے لائق ہے۔ اسلام میں ہر فرد بلا تفریقِ مذہب و ملت کے عزت واحترام اور آزادی کا مستحق ہے۔ اسلامی معاشرے میں انسانی حقوق کی ادائگی کے لحاظ سے ہر طرح کے جنسی، نسلی اور طبقاتی امتیازات کی نفی کی ہے۔ اور انسانوں کے مابین مساوات پر مبنی اصول بیان کئے ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ وجہ شرف وفضیلت صرف اور صرف تقویٰ کی بنیاد پر رکھی ہے۔ اسلام نے صرف دنیاوی معاملات پر مشتمل مساوات پر مبنی حقوق عطا نہیں کئے ہیں بلکہ نیک اعمال کی بجاآوری پر آخرت کا اجر وثواب بھی اس اصول کے تحت قرار دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ "(14) "یعنی تو ان کے پروردگار نے ان کی دعا قبول کرلی (اور فرمایا) کہ میں کسی عمل کرنے والے کے عمل کو مرد ہو یا عورت ضایع نہیں کرتا"

اسلام ہمیں زندگی میں اعتدال کا درس دیتا ہے اور حقوقِ انسان کا ایسا جامع تصور عطا کیا ہے جس میں حقوق فرائض میں باہمی توازن پایا جاتا ہے۔ آج کے اس جدید دوَر کے اندر ہر طرف انسانی حقوق کے موضوع پر بات ہو رہی ہے۔ ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ انسانی حقوق کے جس تصور تک آج کی این جی اوز پہنچی ہیں کہیں زیادہ واضع عالمگیر اور جامع تصور حضورِ پاک صہ نے آج سے چودہ سو سال قبل ہی پیش کر دیا تھا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے محض مسلمانوں کو نہیں بلکہ پوری انسانیت کو مخاطب ہو کر حقوقِ انسانی کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا جس میں انسانی حقوق کا عظیم تصور انسانی زندگی کے انفرادی حقوق، سماجی حقوق، اجتماعی حقوق، سیاسی حقوق، اقتصادی و معاشی حقوق کو واضع طور پر بیان فرمایا۔ خطبہء حجۃ الوداع حقوقِ انسانی کے متعلق واحد دستاویز نہیں بلکہ سیّدِ کائنات صہ کی پوری زندگی تکریمِ انسانیت اور انسانیت نوازی کی تعلیمات سے عبارت ہے۔ درحقیقت رسول اللہ کے عطا کردہ حقوق للہ اور حقوق العباد کے فلسفہء حکمت سے یہ امر واضع اور عیاں ہے کہ یہی نظام عدل وانصاف کا حامل ہے جو ہمارے معاشرے کو امن آشتی کا گہوارہ بناتے ہوئے ایکفلاحی مملکت کی حقیقی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ آپ صہ کے نظام حقوق و فرائض کی تعلیمات انسانی حقوق کا ایک بے مثال عالمی چارٹر ہے۔ جسے انسانی حقوق کی پہلی دستاویز یا منشور ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔

حق اور فرض کا باہمی تعلق: دینِ اسلام نے حقوقِ انسانی کا جو مثالی نظام اور فلسفہ عطا کیا ہے اس کی بنیاد حقوق و فرائض پر مبنی ہے۔ جہاں پر ایک طرف حق کی ادائگی کی تاکید کی گئی ہے وہاں پر دوسری طرف فرض کی ادائگی کو بھی لازمی قرار دیا گیا ہے۔ یعنی حق اور فرض کے نظام کو

لازم وملزوم قرار دیا گیا ہے۔ ایک کا حق دوسری طرف فرض یا ذمہ داری ہوتا ہے۔ جس طرح کہ میرا حق تمھارا فرض ہوگا اسی طرح سے تمھارا فرض میرا حق ہوگا۔ دراصل حق اور فرض ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں جنھیں ایک دوسرے سے ہم آہنگ تو کیا جا سکتا ہے لیکن جدا نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام میں انسانی حقوق کا یہ مثالی فلسفہ اس لئے ہی نہایت منفرد اور جامع حیثیت کا حامل ہے۔(15) ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ "(16)" اور ان کے مالوں میں سائل کا اور اس کا مقررہ حق ہے، جس پر مالی افتاد پڑی ہو" "فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّه وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ "(17)" تو قرابت والے کو اس کا حق دے اور مسکین کو اور مسافر کو"

حدیثِ پاک میں ہے کہ: "هَلْ تَدْرِىْ مَا حَقُّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ ؟ قَالَ قُلْتُ "اللهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ" قال: فَاِنَّ حَقَّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْءً وَحَقَّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ اَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهٖ "(18)" کیا آپ جانتے ہیں کہ بندوں پر اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ پر بندوں کا کیا حق ہے؟ حضرت معاذ بن جبل نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صہ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا اللہ پر یہ حق ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھرائے تو اسے عذاب نہ دے"

اوپر دی گئی آیتِ مبارکہ اور حدیث شریف واضح کرتی ہیں کہ حقوق و فرائض ان ذمیداریوں کا نام ہے جو خالقِ کائنات اور مخلوق ایک دوسرے کے لیے ادا کرتے ہیں۔ ہر ایک کی ذمیداری ایک دوسرے کے لیے حقوق کہلاتی ہے جس کا ادا کرنا فرض ہے۔ جس طرح چولی اور دامن کا ساتھ ہوتا ہے اسی طرح حقوق اور فرائض بھی ایک دوسرے کے ساتھ لازم اور ملزوم کی طرح جڑے ہیں۔ جامع الفاظ میں یہ کہا جائے کہ جو واجب الادا ہیں وہ فرائض ہیں اور جو واجب الوصول ہیں وہ حقوق ہیں۔ اگر کوئی انسان دوسروں کو انکا حق دیتا ہے تو وہ کوئی احسان نہیں کرتا بلکہ اپنا فرض نبھاتا ہے، جیسا کہ اللہ کا ہمارے اوپر حق یہ ہے کہ اس کو ذاتِ پاک میں، صفات میں، عبادات میں اور حاکمیت میں یکتا سمجھیں یہ اس کا حق ہے جسے ادا کرنا ہمارے اوپر فرض ہے اسی طرح والدین کے حقوق ادا کرنا ہمارے اوپر فرض ہے۔ جانوروں کا حق یہ ہے کہ ہم ان کی طاقت سے زیادہ ان سے کام نہ لیں، ہمارے جسم کا حق یہ ہے کہ اسے وقت پر کھانا ملے اور آرام بھی میسر ہو سکے۔(19)

اسلام میں بنیادی انسانی حقوق کا تصور: اسلام کا انسانی حقوق کے بارے میں تصور بنیادی طور پر بنی نوع انسان کی عزت، احترام، وقار اور مساوات پر مبنی ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن پاک کی رُو سے انسان کو دیگر تمام مخلوقات پر فضیلت و تکریم عطا کی ہے۔ قرآنِ حکیم میں شرفِ انسانیت کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تخلیقِ آدم کے وقت فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے حکم دیا اور نسلِ آدم کو اس طرح تمام مخلوقات پر شرف فضیلت عطا کی گئی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا"(20)" اور بیشک ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ہم نے انکو خشکی اور تری میں (مختلف سواریوں پر) سوار کیا اور ہم نے انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق عطا کیا اور ہم نے انہیں اکثر مخلوقات پر جنہیں ہم نے پیدا کیا فضیلت دے کر برتر بنا دیا" ایک اور جگہ پر اللہ رب العزت نے فرمایا: "لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ "(21)" ہم نے

انسان کو بہترین (اعتدال اور توازن والی) ساخت پر بنایا ہے" اللہ تعالیٰ نے انسان کو شرف و تکریم سے نوازا ہے اور انعامات اور نوازشاتِ خداوندی کے باعث اعلیٰ مرتبہ کمال تفویض کیا گیا ہے، اسلام نے انسانی مساوات کو بے حد اہمیت کی نگاہ سے نوازا ہے۔

"یَاأَیُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ أُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْباً وَّ قَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا طاِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقٰكُمْ طاِنَّ اللهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ" (22)

"اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہارے طبقات اور قبیلے بنادئے تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکو، بے شک اللہ کے نزدیک تو تم میں سے عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہو، بے شک اللہ سب کچھ جانتا باخبر ہے"

اسلام نے اس طرح سے تمام قسم کے امتیازات، ذات پات، رنگ و نسل، جنس و زبان اور مال و دولت پر مبنی تعصبات کو جڑ سے اکھاڑ دیا ہے اور تاریخِ انسانیت نبی آدم میں پہلی دفعہ تمام کے تمام انسانوں کو ایک دوسرے کے ہم پلہ قرار دیا، خواہ وہ سفید ہوں یا سیاہ، امیر ہوں یا غریب، عورت ہو یا مرد، مشرق سے ہو یا مغرب سے، چاہے کسی بھی لسانی اور جغرافیائی علاقے سے وابستہ ہوں۔ کیا انسانی مساوات کی اس سے بڑی کوئی مثال ہو سکتی ہے کہ دنیا کے مختلف ملکوں، خطوں، نسلوں اور زبانوں سے تعلق رکھنے والے افراد ہر سال مکہ مکرمہ میں ایک ہی قسم کے لباس میں ملبوس حج ادا کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ بنی نوع انسان کے احترام اور برابری کی تعلیم کے بعد اسلام نے اگلے قدم پر عالمِ انسانیت کو مذہبی، معاشی، اخلاقی اور سیاسی شعبہ ء زندگی میں کثیر تعداد میں حقوق بیان کئے ہیں۔ اسلام میں انسانی حقوق اور آزادی کا تصور آفاقی اور یکساں ہے، جو کہ تاریخی و جغرافیائی حدود سے ماوراء ہے۔ دینِ اسلام میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ انسانی حقوق مقدس مستقل بالذّات اور نا قابلِ تنسیخ ہیں۔ اسلامی ریاست میں تمام شہری ان حقوق سے مستفیض ہو سکیں گے اور کوئی فرد واحد ان کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا اور نہ ہی قرآن و سنت سے عطا کردہ بنیادی انسانی حقوق کو معطل یا کالعدم قرار دینے کا حق رکھتا ہے، حقوق اور فرائض اسلام میں باہمی طور پر مربوط اور ایک دوسرے پر منحصر تصور کئے جاتے ہیں اس لیے اسلام میں فرائض، واجبات اور ذمیداریوں پر بھی حقوق کے ساتھ ساتھ یکساں طور پر زور دیا گیا ہے۔(23) اسلام ایک آفاقی اور فطری دین ہے اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو تخلیق کیا اور انسان کو سبق دیا کہ کائنات کی ہر شے کا لحاظ رکھا جائے۔ اس لئے نباتات، جمادات اور حیوانات کے سلسلے میں بھی اسلام نے ہمیں ہدایت و رہنمائی عطا فرمائی ہے کہ حیوانات کو بلاوجہ تکلیف نہ پہنچائی جائے، نباتات کو بے مقصد نہ کاٹا جائے اور انسان کے متعلق تو اتنی مفصل ہدایت و رہنمائی دی گئی ہے کہ دنیا کے اندر کسی دوسرے مذہب و معاشرے میں نہیں ملتی۔ اسلام حقوق کے متعلق فردِ واحد سے لیکر اجتماعیت کے عروج تک سب کو سمیٹ لیتا ہے۔ اسلام نے حقوقِ انسانی کو اتنا تو خوش اسلوبی سے سمیٹا ہے کہ زندگی کا کوئی گوشہ رہنمائی سے خالی نہیں رہتا۔ اس سلسلے میں اسلام نے حقوق کو بیان کیا ہے۔(24)

1۔ انفرادی حقوق

الف۔ مذہبی آزادی کا حق: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "لَاۤ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ" (25) "یعنی دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں ہے، صحیح بات غلط خیالات سے الگ چھانٹ کر رکھ دی گئی ہے" ایک اور جگہ اللہ پاک کا ارشاد ہے: "وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ

فِی الۡاَرۡضِ کُلُّهُمۡ جَمِیۡعًاؕ اَفَاَنۡتَ تُكۡرِهُ النَّاسَ حَتّٰی یَكُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ" (26)"اگر تیرے رب کی مشیت یہ ہوتی کہ زمین میں سب مومن و فرمانبردار ہی ہوں تو تمام اہلِ زمین ایمان لے آتے تو کیا آپ لوگوں کو مجبور کریں گے کہ وہ مومن ہو جائیں؟"

اس آیتِ کریمہ کے اندر اللہ تعالیٰ نے حجت و دلیل سے ہدایت وضلالت کا فرق کھول کر اور واضح کر کے دینے کا جو حق تھا وہ پورا پورا ادا کر دیا ہے۔ باقی جبری طور پر ایمان تو اللہ پاک کو منظور نہیں ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے خود ہی انسان کو ایمان لانے یا نہ لانے اور اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرنے یا نہ کرنے میں آزاد اور خود مختیار رکھنا چاہا ہے۔

(ب) نجی زندگی کے تحفظ کا حق: "یَا اَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اجۡتَنِبُوۡا كَثِیۡرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوۡا" (27)"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور تجسس نہ کرو"

ایک دوسرے کے عیب تلاش کرنے سے منع کیا گیا ہے، دوسرے لوگوں کے نجی خطوط وغیرہ پڑھنا، دوسرے لوگوں کی باتیں کان لگا کر سننا، ہمسایوں کے گھر میں جھانکنا اور کسی کی ذاتی زندگی اور معاملات کی کھوج کرنا بڑی بد اخلاقی ہے، اس لئے فسادوں سے بچنے کے لئے ہر انسان کو نجی زندگی کے تحفظ کا حق دیا گیا ہے اور دوسروں کو اس میں دخل اندازی سے روکا گیا ہے۔(28)

(ت) عزت کے تحفظ کا حق: "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا یَسۡخَرۡ قَوۡمٌ مِّنۡ قَوۡمٍ عَسٰۤی اَنۡ یَّكُوۡنُوۡا خَیۡرًا مِّنۡهُمۡ وَلَا نِسَآءٌ مِّنۡ نِّسَآءٍ عَسٰۤی اَنۡ یَّكُنَّ خَیۡرًا مِّنۡهُنَّ ۚ وَلَا تَلۡمِزُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ وَلَا تَنَابَزُوۡا بِالۡاَلۡقَابِ ؕ بِئۡسَ الِاسۡمُ الۡفُسُوۡقُ بَعۡدَ الۡاِیۡمَانِ ۚ وَمَنۡ لَّمۡ یَتُبۡ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ"(29)"اے لوگو جو ایمان لائے ہو نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو، نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو، ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بری بات ہے جو لوگ اس روش سے باز نہ آئیں وہ ہی ظالم ہیں"

اس آیتِ کریمہ میں ایک دوسرے کی دل آزاری، ایک دوسرے کی عزت پر حملہ کرنا اور ایک دوسرے سے بدگمانی ایسے اسباب ہیں جن سے درحقیقت عداوتیں پیدا ہوتی ہیں اور دوسرے مل کر فتنہ رونما کرتے ہیں۔ لہٰذا اسلام ہر فرد کی بنیادی عزت و تکریم کا حامی ہے جس پر حملہ آور ہونے کا کسی کو حق نہیں ہے۔

(ث) صفائی پیش کرنے کا حق: "تُسِرُّوۡنَ اِلَیۡهِمۡ بِالۡمَوَدَّةِ ۖ وَاَنَا اَعۡلَمُ بِمَاۤ اَخۡفَیۡتُمۡ وَمَاۤ اَعۡلَنۡتُمۡ ؕ"(30)"تم چھپا کر ان کو دوستانہ پیغام بھیجتے ہو، حالانکہ جو کچھ تم چھپا کر کرتے ہو اور جو اعلانیہ کرتے ہو، ہر چیز کو میں بخوبی جانتا ہوں"

حضرت حاطب جو کہ ایک بدری صحابی ہیں مشرکین مکہ کے نام ان کا ایک خط جو کہ مکہ معظمہ پر حملے کی خبر کے بارے میں تھا پکڑا گیا۔ چونکہ یہ ایک سنگین جرم تھا اس کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کھلے عام اپنی صفائی پیش کرنے کا حق دیا۔ اس عمل سے واضح ہوتا ہے کہ جرم کی نوعیت خواہ کچھ بھی ہو لیکن صفائی کا موقع دئے بغیر سزا دینا انسانی حقوق کے خلاف ہے۔ اسلام نے انسان کو اس بنیادی حق کی پاسبانی نازک موقع پر بھی کر دکھائی ہے۔

(2) سماجی حقوق

(الف)انسانی مساوات کا حق: "وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ط وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا" (31)

"کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اسکا رسول صہ کسی معاملے میں فیصلہ کردے تو پھر اُسے اپنے معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے"

یہ آیتِ کریمہ اس وقت نازل ہوئی جب حضور اکرم صلواۃ اللہ علیہ وسلم نے اپنے منہ بولے بیٹے اور آزاد کردہ غلام حضرت زید رضہ کے لئے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب رضہ سے نکاح کا پیغام دیا تھا۔ اپنے خاندانی اور نسلی فخر کے باوجود حضرت زینب رضہ نے نبی صہ کے حکم کے آگے سر جھکایا اور اس طرح نسلی امتیاز کے فرق کو مٹا کر انسانی مساوات کا بہترین نمونہ دامنِ نبوت سے سماج کے سامنے پیش کیا گیا۔

(ب)والدین کے لئے حسنِ سلوک کا حق: "وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ط" (32) "ہم نے انسان کو ہدایت کی ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ نیک (حسن) سلوک کرے" حقوق العباد میں سب سے مقدم حق والدین کا ہے۔ ان کے ساتھ دل کی گہرائی سے عاجزی کے ساتھ پیش آنا، ادب واحترام سے پیش آنا اور ان کے جذبات اور خواہشات کا خیال رکھتے ہوئے پیش آنے کا حکم دیا گا ہے۔

(ت)انسانی جان کی حرمت کا حق: "وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ" (33) "اور جو اللہ کی حرام کی ہوئی کسی جان کو ناحق ہلاک نہیں کرتے"

سماج کے اندر انسانی جان کی حرمت بنیادی حقوق میں سے ایک ہے۔ جس کے بغیر کوئی سماج زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس لئے اسلام نے ایک جگہ پر بلا خطا کسی کی جان لینے کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا ہے۔

(ث)مرد و عورت کا اجر و ثواب میں برابری کا حق: "وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ لا اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا" (34) "جو مرد و عورتیں اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے ہیں، اللہ نے ان کے لئے مغفرت اور بڑا اجر مہیا کرر کھاہے"

اسلام نے مرد و عورت کے درمیان دائرہء عمل کا فرق تو رکھاہے مگر اجر و ثواب میں دونوں مساوی ہیں۔

(ج)ازدواجی زندگی کا حق: "وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ط" (35) "اور اللہ کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمھارے لئے تمھاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمھارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی"

شادی کا عمل ایک پاکیزہ سماج میں ضروری ہے جو کہ انسانی نسل کے برقرار رکھنے اور انسانی تہذیب و تمدن کے وجود میں آنے کا زریعہ ہے جس کی بدولت گھر، خاندان اور قبیلے وجود میں آتے ہیں۔ ازدواجی زندگی ایک سماجی حق اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے۔

(03)اقتصادی حقوق

(الف)قرانِ کریم میں معاشی نقطہء نظر: "اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ط اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ط نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ط اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا" (36) "تیرا رب جس کے لئے چاہتاہے، رزق کشادہ کر دیتاہے اور جس

کے لئے چاہتا ہے رزق تنگ کرلیتا ہے۔ وہ اپنے بندوں کے حال سے باخبر ہے اور انھیں دیکھ رہا ہے۔ اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشے سے قتل نہ کرو، ہم انھیں بھی رزق دیں گے اور تمھیں بھی"

مذکورہ آیت کے اندر انسان کو تنبیہ کی گئی ہے کہ رزق کی فراہمی کا انتظام تیرے ہاتھ میں نہیں ہے بلکہ اس ربِ کائنات کے ہاتھ میں ہے جس نے تمھیں زمین پر زندگی گذارنے کا سامان فراہم کیا اور تم سے پہلے آنے والوں کو روزی دی اور تمھارے بعد آنے والوں کو بھی دے گا۔

(ب) دولت کی گردش: "كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ ط" (37)" تا کہ وہ تمھارے مالداروں ہی کے درمیان گردش نہ کرتا رہے۔"

اسلامی حکومت اور اسلامی معاشرے کی معاشی پالیسی کا بنیادی قاعدہ اس آیتِ کریمہ میں بیان کیا گیا ہے کہ دولت کی گردش اس پورے معاشرے میں عام ہونی چاہئے ایسا نہ ہو کہ دولت صرف اور صرف مالداروں کے درمیان ہی گھومتی رہے۔ اور امیر دن بدن امیر ترین اور غریب دن بدن غریب ہوتے جائیں۔ اسلام نے اسی مقصد کے لئے سود کو حرام قرار دیا اور زکواۃ کو فرض قرار دیا گیا، مالِ غنیمت میں خمس مقرر کیا گیا، صدقات اور مختلف قسم کے کفارے اس لئے تجویز کئے گئے تا کہ دولت کے بہاؤ کا رخ معاشرے کے غریب طبقات کی طرف ہو جائے۔ اسلام نے میراث کا ایسا قانون بنایا تا کہ مرنے والے کی دولت زیادہ وسیع دائرے میں پھیل جائے۔ بخل کو قابلِ مذمت اور سخاوت کو بہترین صفت قرار دیا گیا۔ غرض اسلام کے مال و دولت کے لئے ایسے انتظامات کئے گئے ہیں کہ دولت کے ذرائع پر مالدار اور بااثر لوگوں کی اجارہ داری قائم نہ ہو سکے اور مال و دولت کا بہاؤ امیروں سے غریبوں کی طرف ہو سکے۔(38)

(4)سیاسی حقوق

(الف)اسلام کا سیاسی نظام: "يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ"(39)"اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحبانِ امر ہوں۔"

یہ آیتِ کریمہ اسلام کے سیاسی نظام کی بنیاد اور اولین دفعہ ہے، جو کہ اسلامی نظام میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کی واحد عملی صورت کا درس دیتی ہے اللہ کا رسول ہی واحد اور مستند ذریعہ ہے جس کے ذریعے اللہ تعالی کے احکامات ہم تک پہنچے ہیں۔ اس طرح اسلامی تعلیمات میں اولی الامر کی اطاعت اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے ساتھ مشروط ہے۔(40)

(ب)سیاسی سربراہ منتخب کرنے کا حق: "وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ"(41)"اور وہ اپنے معاملات باہمی مشورے سے طے کرتے ہیں"

اسلام کے سیاسی نظام کے اندر سربراہِ مملکت مقرر کرنے کا حق عوام کو دیا گیا ہے۔ قومی معاملات چلانے کے لیے سربراہِ مملکت سب کی مرضی سے مقرر کیا جائے۔ اور وہ قومی معاملات ایسے صاحبِ رائے افراد کے مشورے سے چلائے جن پر قوم اعتماد کرتی ہے۔(42)

(ت)بے لاگ انصاف کا حق: "وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ"(34)"اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان انصاف کروں"

ریاستِ اسلامی کے سیاسی نظام میں یکسان اور بے لاگ انصاف مہیا کرنا حکومت کی ذمیداری ہے جس میں کسی کے ساتھ زیادتی نہ ہو۔

(ث) عمومی اور مقصدی تعلیم کا حق: "وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ط فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ "(44)" ایسا کیوں نہ ہوا کے ان کی آبادی کے ہر حصے سے کچھ لوگ نکل کر آتے اور کچھ دین کی سمجھ پیدا کرتے اور واپس جا کر اپنے علاقے کے باشندوں کو خبر دار کرتے تا کہ وہ غیر مسلمان روش سے پرہیز کریں"

(ج) تمام شہریوں کے لیے حقوقِ یکسانیت: "اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ "(45)" فرعون زمین میں (اپنے کفر وانکار میں) بہت بڑھ گیا تھا اور اس نے وہاں کے لوگوں کو مختلف گروہوں میں تقسیم کرر کھا تھا ان میں سے ایک گروہ کو کمزور کرر کھا تھا (یہ بنی اسرائیل گروہ تھا) جس کے بیٹوں کو وہ ذبح کر دیتا اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتا بیشک وہ (زمین میں) بڑی خرابی پیدا کرنے والوں میں سے تھا"

فرعون کے ظالمانہ، طبقاتی اور استحصالی نظام کے خاتمے کے لیے اللہ نے موسیٰ کو بھیجا جس کے توسط سے بنی اسرائیل کو فرعون کے مظالم سے نجات ملی اس طرح ریاستِ اسلامی کی تعلیمات ہر طبقاتی تقسیم کی نفی کرتی ہے۔

قومی قوانین میں انسانی حقوق کا تصور: وطنِ عزیز پاکستان میں 1973ء کا آئین متفقہ طور پر بنا جس میں بنیادی حقوق کی تفصیل آئین پاکستان کے آرٹیکل 8 سے لیکر 28 تک درج ہے۔ آرٹیکل 8 میں واضع طور پر درج ہے کہ مملکتِ پاکستان ایسا کوئی قانون نہیں بنائے گی جو شہریوں کے بنیادی حقوق کے خلاف ہو یعنی کہ بنیادی انسانی حقوق سے متصادم ہر قانون کالعدم قرار دیا جائیگا۔ اس آئینی شق سے پاکستان کے اندر بنیادی انسانی حقوق کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

آرٹیکل 9: اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ کسی بھی شہری کو حقِ آزادی یا حقِ زندگی سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔

آرٹیکل 10: بلاوجہ کسی کو حراست میں نہیں رکھا جاسکتا۔ ملزم کو اپنے دفاع کے لئے وکیل کرنے اور تحفظ حاصل کرنے کا حق ملا ہوا ہے۔

آرٹیکل 11: انسانوں کی خرید و فروخت اور غلامی کسی بھی صورت میں ممنوع ہے اور 14 سال سے کم عمر بچے کو فیکٹری یا خطرناک ملازمت میں بھرتی نہیں کیا جاسکتا۔

آرٹیکل 12: کوئی قانون ایسا نہیں بنایا جاسکتا کہ کسی شخص کو اس کام پر سزا دی جائے جب اس نے وہ کام کیا تھا تو وہ punishable نہیں تھا یعنی اس کی سزا نہیں تھی۔

آرٹیکل 13: کسی بھی جرم پر دو دفعہ سزا نہیں دی جاسکتی۔

آرٹیکل 14: چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال نہیں کیا جاسکتا بشمول پولس کسی کے گھر میں قانونی اتھارٹی کے بغیر داخل نہیں ہو سکتی۔

آرٹیکل 15: کے تحت پاکستان کے کسی بھی شہری کو ملک کے کسی بھی حصے میں نقل و حرکت اور رہنے کی اجازت ہے۔

آرٹیکل 16: اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ حکومت کی طے شدہ جگہ پر اکٹھے ہو کر پر امن طور پر جلسہ، جلوس اور احتجاج کر سکتے ہیں۔

آرٹیکل 17: قانونِ پاکستان کے دائرہ کار میں رہ کر کوئی بھی تنظیم بنانے کا حق رکھتا ہے۔

آرٹیکل 18: پاکستانی ریگیولیشن کو مد نظر رکھ کر کسی کو بھی تجارت یا کاروبار کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔

آرٹیکل19: گالی گلوچ سے ہٹ کر اپنی رائے کا اظہار کرسکتے ہیں۔

آرٹیکل20: ہر شہری کو اس ملک کے اندر اپنا مذہب رکھنے کی آزادی و حق ہے۔

آرٹیکل21: کسی بھی شخص کو اپنے مذہب کی ترویج کے لئے اضافی ٹیکس ادا نہیں کرنی ہوگی۔

آرٹیکل22: کسی بھی مذہب کی ترویج کے لئے حکومتِ پاکستان کی ریگیولیشنز کو فالو کرتے ہوئے ادارہء تعلیم بنانے کا حق حاصل ہے۔

آرٹیکل23: کسی کو بھی جائداد خریدنے، بیچنے یا اس میں رہنے کا حق حاصل ہے۔

آرٹیکل24: کوئی بھی زبردستی جائداد نہیں لے سکتا۔ اگر عوام کی فلاح اور فائدے کے لئے حکومت لینا بھی چاہے تو مجوزہ قیمت سے زیادہ پیسے دے کر خرید سکتی ہے۔

آرٹیکل25: کے تحت تمام شہری بلا امتیازِ رنگ و نسل اور جنس کے مساوی قانونی تحفظ کے حقدار ہیں اور حکومت کو انھیں تعلیم دینے کا بندوبست کرنا ہوگا۔

آرٹیکل26: عوام کے پیسوں سے بنی جگہ عوام کے لئے ہی کھلے گی نہ کہ کسی بندہء خاص کے لئے۔

آرٹیکل27: سرکاری ملازمت کے حصول کے لئے قوم، مذہب، جنس، نسل یا جائے پیدائش کی بنیاد پر کوئی تفریق نہیں ہوگی۔

آرٹیکل 28: ہر علاقے کے لوگ اپنی زبان اور کلچرل ویلیوز زندہ رکھ سکتے ہیں لیکن ملک کی قومی زبان اردو ہوگی جس کی ترویج کریں گے۔(46)

بین الاقوامی قوانین میں انسانی حقوق کا تصور: پہلی جنگِ عظیم 1914ع کو ہوئی۔ اس جنگ میں ایک طرف جرمنی تھا تو دوسری طرف پورا یورپ تھا۔ یہ جنگ بڑی تباہی کا باعث بنی۔ اس جنگ کے بعد دنیا میں امن قائم رکھنے کے لئے ایک ادارہ بنایا گیا جسے انجمنِ اقوام (league of Nations) کے نام سے متعارف کرایا گیا۔ اس ادارے کی کارکردگی ناقص رہی تب ہی دوسری جنگِ عظیم واقع ہوئی۔ جس کے نتیجے میں پہلی جنگِ عظیم سے بھی زیادہ تباہیاں اور نقصانات ہوئے۔ جس کے بعد 1945ع میں اقوامِ متحدہ (United Nations) وجود میں آئی۔ اقوامِ متحدہ کے بنیادی مقاصد میں یہ بھی شامل تھا کہ اگر اقوامِ عالم کے مابین کوئی تنازعہ رونما ہوجائے یا تصادم کے امکانات ہوں تو یہ ادارہ یعنی اقوام متحدہ ثالثی کا کردار ادا کرے گا۔ اس ادارے کے پہلے 51 ممالک رکن تھے جو آج بڑھ کر 193 تک پہنچ گئے ہیں۔(47) جب اقوامِ متحدہ نے اقوام کے درمیان رونما ہونے والی جنگوں کے اسباب کا جائزہ لیا کہ کن وجوہات کی بنا پر یہ جنگیں رونما ہورہی ہیں؟ تب اس ادارے نے کچھ اصول مرتب اور مقرر کئے جن میں وضاحت کی گئی کہ فلاں بات درست اور فلاں بات غلط ہے۔ اس کے ساتھ اس ادارے کے ممبر ممالک نے اس ادارے میں اپنا فلسفہء حیات بھی شامل کیا۔ ایک چارٹر بنا کر اسے منظور کرایا گیا کہ دنیا کے اندر رونما ہونے والے تمام تنازعات اور معاملات وغیرہ اس منشور اور چارٹر کی بنیاد پر ہی حل ہونگے۔ 1948ع میں اس چارٹر کے اندر ایک منشور شامل کیا گیا جسے آج "عالمی منشور برائے انسانی حقوق" کے نام سے جانا جاتا ہے، یہ عالمی منشور 10 دسمبر 1948ع کو پاس ہوا جو کہ انسانی حقوق کی 30 دفعات پر مشتمل ہے۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا ہیڈ کوارٹر امریکا کے شہر نیویارک کے جزیرے مین ہیٹن (Manhattan) میں واقع

ہے، جہاں پر ہر سال جنرل اسمبلی کا اجلاس ستمبر میں ہوتا ہے۔ دنیا کے کسی بھی خطے سے متعلق کسی بھی مسئلے پر کوئی بھی قرارداد جنرل اسمبلی پاس کر سکتی ہے لیکن اس قرارداد کی حیثیت ایک سفارش کی ہوتی ہے۔(48)

دفعہ-1۔ حقوق اور عزت کے اعتبار سے تمام انسان برابر اور آزاد پیدا ہوئے ہیں۔ اس لئے انھیں ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کا سلوک کرنا چاہئے۔

دفعہ-2۔ (الف) ہر شخص اعلان میں بیان کردہ ان تمام آزادیوں اور حقوق کا مستحق ہے اور اس حق پر جنس، رنگ، نسل، زبان، مذہب اور سیاسی تفریق کا یا کسی قسم کے عقیدے، قوم، معاشرے، دولت یا خاندانی حیثیت وغیرہ کا کوئی اثر نہ پڑے گا۔

(ب) جس علاقئے یا ملک سے جو شخص وابستہ ہے اس کی سیاسی کیفیت دائرہء اختیار یا بین الاقوامی حیثیت کی بنا پر اس سے کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا چاہے وہ ملک یا علائقہ آزاد اور خود مختار ہو یا غیر مختار ہو۔

دفعہ-3۔ ہر شخص کو اپنی جان، آزادی اور ذاتی تحفظ کا حق حاصل ہوگا۔

دفعہ-4۔ کوئی بھی شخص غلام یا لونڈی بنا کر نہیں رکھا جاسکے گا۔

دفعہ-5۔ کسی بھی شخص کو جسمانی اذیت، انسانیت سوز، ذلت آمیز سلوک یا سزا نہیں دی جاسکے گی۔

دفعہ-6۔ قانون سب کو تحفظ فراہم کرے گا۔

دفعہ-7۔ قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور سب بغیر کسی تفریق کے قانون کے اندر امان پانے کے برابر کے حقدار ہیں۔ اس اعلان کے خلاف جو تفریق کی جائے یا تفریق کے لئے ترغیب دی جائے اس سے سب برابر کے بچاؤ کے حقدار ہیں۔

دفعہ-8۔ ہر شخص کو ان افعال کے خلاف جو اس دستور میں دئے ہوئے بنیادی حقوق کو تلف کرتے ہوں، با اختیار قومی عدالتوں سے مؤثر طریقے پر چارہ جوئی کرنے کا پورا حق ہے۔

دفعہ-9۔ کسی شخص کو بغیر قائدے یا قانون کے نظر بند، گرفتار یا جلاوطن نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ-10۔ کسی بھی شخص کے خلاف عائد کردہ جرم کے بارے میں مقدمے کی سماعت غیر جانبدار عدالت میں آزاد اور منصفانہ طریقے پر ہوگی۔

دفعہ-11۔ (الف) ایسے ہر شخص کو جس پر کوئی فوجداری کا الزام عائد کیا جائے، بے گناہ شمار کرنے کا حق ہے جب تک اس پر کھلی عدالت میں قانون کے مطابق جرم ثابت نہ ہو جائے اور اسے اپنی سفارش پیش کرنے کا پورا موقعہ نہ دیا جاچکا ہو۔

(ب) کسی شخص کو ایسے فعل کی بناء پر جو ارتکاب کے وقت قومی یا بین الاقوامی قانون کے اندر تعزیری جرم شمار نہیں کیا جاتا تھا، کسی تعزیری جرم میں ماخوذ نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ-12۔ کسی شخص کی نجی زندگی، خانگی زندگی، گھر بار اور خط وکتابت میں مداخلت نہیں کی جائے گی۔

دفعہ-13۔ (الف) ریاست کی حدود کے اندر نقل وحرکت کرنے اور سکونت اختیار کرنے کی ہر سخص کو آزادی ہوگی۔

(ب) ملک سے چلے جانے اور ملک میں واپس آنے کا ہر شخص کو حق ہو گا۔

دفعہ-14۔ (الف) ایذا رسانی سے دوسرے ملک میں پناہ ڈھونڈھنے اور پناہ مل جانے کی صورت میں اس سے فائدہ اٹھانے کا ہر شخص کو حق حاصل ہے۔

(ب) یہ حق ان عدالتی کاروائیوں سے بچنے کے لئے استعمال میں نہیں لایا جا سکتا جو خالصتاً غیر سیاسی جرائم یا ایسے افعال کی وجہ سے عمل میں آتی ہیں جو اقوامِ متحدہ کے اصول اور مقاصد کے خلاف ہوں۔

دفعہ-15۔ (الف) ہر شخص کو قومیت کا حق حاصل ہو گا

(ب) محض حاکم کی مرضی سے کسی شخص کو قومیت سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ-16۔ (الف) بالغ مرد کو شادی کرنے اور گھر بسانے کا حق حاصل ہو گا۔

(ب) فریقین میں نکاح پوری آزادی اور رضامندی سے ہو گا۔

(ت) خاندان کو ریاست اور معاشرے کی طرف سے حفاظت کا حق حاصل ہو گا۔

دفعہ-17۔ (الف) ہر شخص کو تنہا یا دوسروں کے ساتھ مل کر جائداد رکھنے کا حق ہو گا۔

(ب) کسی کو بھی زبردستی اس کی جائداد سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ-18۔ ہر شخص کو آزادیءِ فکر، آزادیءِ ضمیر اور آزادیءِ مذہب کا پورا حق ہے۔ اس حق میں مذہب یا عقیدے کو تبدیل کرنے، تنہا یا دوسروں کے ساتھ مل جل کر عقیدے کی تبلیغ، عبادت، عمل اور مذہبی رسمیں پوری کرنے کی آزادی بھی شامل ہے۔

دفعہ-19۔ ہر شخص کو اپنی رائے رکھنے اور اظہارِ رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے۔

دفعہ-20۔ (الف) پر امن طریقے سے ملنے جلنے اور انجمنیں قائم کرنے کا ہر شخص کو حق حاصل ہو گا۔

(ب) انجمن میں شامل ہونے کے لئے کسی کو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

دفعہ-21۔ (الف) ہر شخص کو اپنے ملک کی حکومت میں براہِ راست یا آزادانہ طور پر منتخب کئے ہوئے نمائندوں کے ذریعے حصہ لینے کا حق ہے۔

(ب) اپنے ملک میں سرکاری ملازمت حاصل کرنے کا ہر شخص کو برابر کا حق ہے۔

(ت) حکومت کے اقتدار کی بنیاد عوام کی رائے پر مشتمل ہو گی۔ جو کہ انتخابات کی صورت میں ظاہر کی جائے گی جو کہ خفیہ ووٹ یا اس کے مساوی عمل کے مطابق ہو گی۔

دفعہ-22۔ ہر شخص کو معاشرتی تحفظ کا حق حاصل ہو گا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ حق بھی ہو گا کہ وہ ملک کے نظام اور وسائل کے مطابق قومی کوشش اور بین الاقوامی تعاون سے ایسے معاشرتی، اقتصادی اور ثقافتی حقوق حاصل کرے جو اس کی عزت اور شخصیت کی آزادانہ نشو نما کے لئے لازم ہیں۔

دفعہ-23۔ (الف) ہر شخص کو روزگار کے آزادانہ انتخاب، کام کاج کی مناسب اور معقول شرائط اور بے روزگاری کے خلاف تحفظ کا حق حاصل ہے۔

(ب) کسی تفریق کے بغیر ہر شخص کو مساوی کام کے کئے مساوی معاوضے کا حق ہے۔

(ت) کام کرنے والے ہر شخص کو ایسے مناسب اور معقول معاشرے کا حق ہو گا جو اس کے اور اس کے اہل وعیال کے لئے باعزت زندگی کا ضامن ہو۔ جس میں ضرورت کے مطابق معاشرتی تحفظ کے لئے دوسرے ذریعوں سے اضافہ کیا جاسکے۔

(ث) اپنے مفاد کے بچاؤ کے لئے تجارتی انجمنیں قائم کرنے اور اس میں شریک ہونے کا ہر شخص کو حق ہو گا۔

دفعہ-24۔ آرام اور فرصت کا ہر شخص کو حق حاصل ہو گا۔ جس میں کام کے گھنٹوں کی حد بندی اور تنخواہ کے علاوہ مقررہ وقفوں کے ساتھ تعطیلات بھی شامل ہیں۔

دفعہ-25۔ (الف) اپنی اور اپنے اہل وعیال کی صحت اور فلاح وبہبود کے لئے مناسب معیارِ زندگی کا حق ہر شخص کو حاصل ہو گا۔ جس میں پوشاک، خوراک، مکان اور علاج کی سہولتیں اور دوسری ضروری معاشرتی مراعات شامل ہیں۔ بیماری، معذوری، بے روزگاری اور بڑھاپا جو اس کے قبضہء قدرت سے باہر ہوں، کے خلاف تحفظ کا حق حاصل ہے۔

(ب) تمام زچہ اور بچہ خاص توجہ اور امداد کے حقدار ہیں۔ بچے خواہ وہ شادی سے پہلے پیدا ہوئے ہوں یا شادی کے بعد معاشرتی تحفظ سے وہ یکساں طور پر مستفید ہونگے۔

دفعہ-26۔ (الف) تعلیم کا حق ہر شخص کو حاصل ہو گا۔ تعلیم کا حصول مفت ہو گا کم از کم ابتدائی درجہ میں۔ بنیادی اور ابتدائی تعلیم جبری ہو گی۔ پیشہ ورانہ اور فنی تعلیم حاصل کرنے کا عام انتظام کیا جائے گا۔ قابلیت کی بنیاد پر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے مساوی مواقع ہونگے۔

(ب) انسانی شخصیت کی نشو نما تعلیم کا اولین مقصد ہو گا۔ جو کہ انسانی حقوق اور بنیادی آزادی کے احترام میں اضافہ کرنے کا ذریعہ ہو گی۔ تمام قوموں اور نسلی، مذہبی گروہوں کے درمیان باہمی مفاہمت، رواداری اور دوستی کو ترقی دے گی۔ امن کو برقرار رکھنے کے لئے اقوام متحدہ کی سرگرمیوں کو آگے بڑھائے گی۔

(ت) بچوں کی تعلیم کا انتخاب کرنے کا والدین کو پورا پورا حق ہو گا۔

دفعہ-27۔ (الف) قوم کی ثقافتی زندگی میں آزادانہ حصہ لینے، ادبیات سے فائدہ حاصل کرنے، سائنس کی ترقی اور اس کے فوائد میں شرکت کا ہر شخص کو حق حاصل ہو گا۔

(ب) ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ اس کے ان اخلاقی اور مادی مفاد کا بچاؤ کیا جائے جو علمی، ادبی یا سائنسی تصنیف سے، جس کا وہ مصنف ہے اسے حاصل ہوتے ہیں۔

دفعہ-28۔ اس آرٹیکل میں ہر شخص ایسے معاشرتی اور بین الاقوامی نظام میں شامل ہونے کا حقدار ہے جس میں وہ تمام حقوق اور آزادیاں حاصل ہوسکیں جو اس اعلان میں پیش کر دئے گئے ہیں۔

دفعہ-29۔ (الف) معاشرے میں رہ کر ہی شخصیت کی آزادانہ اور پوری نشو نما ممکن ہے لہٰذا ہر شخص پر معاشرے کے حق ہیں۔

(ب) ہر شخص اپنی آزادیوں اور حقوق سے فائدہ اٹھانے میں ایسی حدود کا پابند ہو گا جو دوسروں کے حقوق اور آزادیوں کو تسلیم کرانے اور ان کا احترام کرانے کی غرض سے یا جمہوری نظام میں امنِ عامہ، اخلاقیات اور عام فلاح اور بہبود کے مناسب لوازمات کو پورا کرنے کے لئے قانون کی طرف سے عائد کئے گئے ہیں۔

(ت) اقوامِ متحدہ کے مقاصد اور اصول کے خلاف یہ حقوق اور آزادیاں کسی بھی حالت میں عمل میں نہیں لائی جاسکتیں۔

دفعہ-30۔ اقوامِ متحدہ کے اس اعلان کی کسی چیز سے کوئی ایسی بات مراد نہیں لی جاسکتی جس سے کسی ملک، گروہ یا کسی شخص کو ایسی سرگرمیوں میں مصروف ہونے یا کسی ایسے کام کو انجام دینے کا حق پیدا ہو جس کی منشا ان آزادیوں اور حقوق کی تخریب ہو جو یہاں پیش کی گئی ہیں۔(49)

9 ذی الحج 10ھ کو عرفات کے میدان میں سوا لاکھ صحابہ کرام کے سامنے خطبہء حجۃ الوداع پیش کرتے ہوئے آپ ﷺ نے منشورِ انسانیت پیش کیا جو کہ بنیادی حقوق کا ایسا جامع، کارگر چارٹر ہے جس کی 48 دفعات اور 71 سے زائد اس کی توضیحات میں حقوقِ انسانی کا مؤثر دفاع پایا جاتا ہے۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں جو متعدد یادداشتیں حقوقِ انسانی کے لئے سامنے آئی ہیں ان میں 1215ع میں میگنا کارٹا، انقلابِ فرانس 1789ع کا اعلانِ حقوقِ انسانی، 1791ع کا امریکی نوشتہء حقوقِ انسانیاور سن 1948ع میں حقوق بین الملل کا چارٹر جو کہ اقوامِ متحدہ میں پیش ہوا یہ سب مل کر بھی حقوقِ انسانی کی وہ مثبت اور عملی تصویر پیش نہیں کرسکتے جو کہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبیء رحمت ﷺ نے پیش کیا۔

انسانی حقوق کے حوالے سے دورِ حاضر میں جو زبردست شور اور واویلا مچا ہوا ہے، سفاک حکمران اور استعماری قوتیں ان حقوق کی ایسی رٹ لگا رہے ہیں کہ جیسے ان سے بڑھ کر انسانیت کا بڑا ہمدرد اور غمخوار اور کوئی بھی نہیں مگر حقیقتاً اور عملاً آج یہ سامراجی قوتیں اپنی ظالمانہ ٹیکنالوجی اور سرمایہ دارانہ افکار کے باعث ظلم و ستم کا ایسا بازار گرم کئے ہوئے ہیں کہ ان کے پاس اقوام اور افراد کے حقوق کا بھی احساس موجود نہیں ہے۔ آج مغربی معاشرے میں انسان حیوانی تہذیب کے دلدادہ بنے ہوئے ہیں جہاں پر عورت چند سکوں کے عوض بے حیائی کی پتلی، اشتہارات کی رونق اور نیلامی کا مال بنی ہوئی ہے۔ والدین جہاں پر اولڈ ایج ہاؤسز میں پناہ لینے پر مجبور ہوں، جہاں پر معاشرتی تعلقات کے لئے نکاح نامے کی کوئی صورت موجود نہ ہو۔ جہاں پر بچے نامعلوم باپ کی اولاد ہوں اور تیس سے چالیس فیصد بچوں کو اپنے حقیقی والد کی پہچان ہی نہ ہو، وہاں پر نام نہاد حقوقِ انسانی کی رٹ لگانا اقوامِ عالم کو بے وقوف بنانے کی ایک منظم سازش کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ مغربی ریاستیں اپنے شہریوں کی فلاح و بہبود کا بہت خیال رکھتی ہیں لیکن ہمارا سوال یہ ہے کہ صرف مادی سہولتیں فراہم کرنا اور اخلاقی اور روحانی تقاضوں کی طرف سے آنکھیں میچ لینا ایک کامیاب فلاحی ریاست کی علامت ہے؟ اسی طرح یورپ کے اندر مرد و عورت

کے حقوق میں مساوات کے نام پر جو گل کھلائے جا رہے ہیں ان کے اثرات بھی پورے عالم پر عیاں ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ نام نہاد مسلمان عورتوں کو مخلوط عبادت کی امامت کے لئے کلیسا کا ماحول فراہم کیا گیا ہے۔ ابو غریب اور گوانٹانا موبے کے قید خانوں کے اندر قرانِ پاک کی بے حرمتی کے واقعات، اور یورپی ملکوں کی اخبارات میں نبی صہ کی شان کے خلاف گستاخانہ خاکے شایع کرانا، یہ سب دیکھ کر عالمی طاقتوں کے انسانی حقوق کے بلند دعوٗوں کے کھوکھلے پن کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔(50)

خلاصہ بحث: خالقِ کائنات نے تخلیقِ انسان کے ساتھ ان کی ذمہ داریاں بھی متعین فرمائی ہیں۔ یہی ذمہ داریاں ایک کے فرائض اور دوسرے کے حقوق اسی طرح سے دوسرے کے فرائض پہلے کے حقوق کہلاتے ہیں۔ قرآن حکیم انسانی حقوق کی بنیاد ہے۔ احادیثِ مبارکہ اور سنتِ رسول ﷺ اس کی قولی اور عملی تصویر ہے۔ جس میں فردِ واحد سے لے کر جماعت تک کے حقوق متعین کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کل کائنات کو انسان کے لئے وجود بخشا، پھر انسان کو تمام مخلوقات پر شرف و فضیلت بخشی۔ اسلام نے انسانی حقوق عطا کئے جو کہ اعتدال اور توازن پر مبنی ہیں۔ جہاں پر عربی و عجمی، گورے اور کالے، امیر اور غریب اور ذات اور قومیت کی تمیز کو ختم کر کے سب کے لئے برابری کی سطح پر حقوق عطا کئے گئے۔ میثاقِ مدینہ انسانی تاریخ کا سب سے پہلا تحریری آئین ہے جو ریاستِ مدینہ میں طے پایا۔ جو کہ انسانی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ ان قوانین اور اصولوں کی روشنی میں آج بھی ایک بے مثال ریاست قائم کر کے دنیا کو امن و سکون کا گہوارہ بنایا جا سکتا ہے۔ آج کے دور میں مغربی تصورِ جمہوریت و مساوات نے مرد اور عورت کو ایک ہی صف میں لا کھڑا کر دیا ہے جبکہ تعلیماتِ اسلامی کے تحت دونوں کے الگ الگ دائرہ کار اور حقوق و فرائض متعین کئے گئے ہیں۔ قرآن و سنت کی تعلیمات کے تحت عطا کردہ حقوق کسی بھی دور، وقت اور حالات میں مقدس اور ناقابلِ تنسیخ ہیں۔ ریاست کا بادشاہ بھی ان حقوق کو پامال کرنے، ترمیم و تخفیف کرنے یا معطل کرنے کا مجاز نہیں۔ اسلام کے عطا کردہ حقوق کسی مخصوص ریاست اور شہریوں کے طبقے تک محدود نہیں بلکہ عالمگیر نوعیت کے ہیں جن سے پوری دنیا کے مسلمان اور غیر مسلم شہری بلا امتیاز مستفید ہو سکتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ انہیں صحیح طور پر اپنایا جائے۔

حواشی و حوالہ جات

1۔ محمد بن یعقوب، الفیروز آبادی، القاموس المحیط، ج3، ص228 دار احیا التراث العربی، 1417ھ۔

2۔ جوہری، اسماعیل بن حماد، الصحاح: 1441:4، دار العلم الملائین 1376ھ۔

3۔ المناوی، محمد عبد الروٗف بن تاج العارفین، 952ع: 1545ھ کو پیدا ہوئے۔ کبار علما دین والفنون میں سے تھے، قاہرہ میں زندگی گذاری۔ آپ نے 80 کے قریب تصانیف لکھیں۔ التیسیر، فیض القدیر، شرح شمائل ترمذی، کنوز الحقائق وغیرہ شامل ہیں(1031-1622) کو قاہرہ میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔(الاعلام الزرکلی، ج6ص204)

(4)الزخرف:8

(5)البقرہ:252

(6)النّساء:122

(7)الانعام:5

(8)التوبہ:48

(9)الروم:60

(10)ابنِ منظور افریکی، جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، دارالصادر، بیروت، لبنان، 1956ع، 12/ 940

(11)الفاطر:35

(12)پرفیسر ڈاکٹر سلیمان بن عبدالرحمٰن، اسلام میں انسانی حقوق اور ان کے متعلق پھیلائے گئے شبہات کے جوابات، الہادی نشر و توضیح، جامعہ پنجاب، لاہور، 2011ع، ص137.138

(13)راغب اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، دارالقلم، بیروت، لبنان، 2009ع، ص111۔

(14)العمران:195

(15)Holfeld, Wesley New Comb, Fundamental Legal Conception, OuP, London, 1934, p. 36

(16)المعارج:24

(17)الروم:38

(18)امام مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علیٰ ان من مات علی التوحید دخل الجنۃ، حدیث نمبر52، 1/ 42

(19)خان، فلک، حق اور فرض آرٹیکل، جولائی، 29، 2012، www.speakingtree.in.com

(20)بنی اسرائیل:70

(21)التین:4

(22)الحجرات:13

(23)القادری، ڈاکٹر محمد طاہر، اسلام میں انسانی حقوق، منہاج القرآن پبلیکیشنز، لاہور، 2004ع، ص:36

(24)محمد متین خالد، حقوق انسانی کی آڑ میں، علم و عرفان پبلشرز، لاہور، 2003ع، ص:29

(25)البقرہ:256

(26)الیونس:99

(27)الحجرات:12

(28)ثانی، حافظ محمد، محسنِ انسانیت صہ اور انسانی حقوق، دارالاشاعت کراچی، 1999ع، ص:129

(29)الحجرات:11

(30)الممتحنہ:1

(31)الاحزاب:36

(32)العنکبوت:2

(33)الفرقان:68

(34)الاحزاب:35

(35)الروم:31

(36)بنی اسرائیل:30

(37)الحشر:7

(38)عثمانی، مفتی فضل الرحمٰن ہلال، اسلامی حقوق کا اسلامی تصور، سہ ماہی الشریعہ گوجرانوالہ، جنوری 1996ع

(39)النساء:59

(40)ثانی، حافظ محمد، محسنِ انسانیت صہ اور انسانی حقوق، دارالاشاعت کراچی، 1999ع، ص:133-132

(41)الشوریٰ:38

(42)القادری، ڈاکٹر محمد طاہر، اسلام میں انسانی حقوق، منہاج القرآن پبلیکیشنز، لاہور، 2004ع، ص:314

(43)الشوریٰ:15

(44)التوبہ:122

(45)القصص:4

(46)کلیا، سمیع احمد، 1973 کے آئین میں بنیادی انسانی حقوق، (آرٹیکل)11-03-2019ع www.humsub.com.pk

(47)http//ut.wikipedia.org/wiki:dated:30/09/2020

(48)عالمی منشور برائے انسانی حقوق، محکمہ اطلاعات عامہ اقوامِ متحدہ، نیویارک Opi/15-15377-June, 1956

(49)پرفیسر ڈاکٹر سلیمان بن عبدالرحمٰن، اسلام میں انسانی حقوق اور ان کے متعلق پھیلائے گئے شبہات کے جوابات، الہادی نشر و توضیح، جامعہ پنجاب، لاہور، 2011ع، ص121.112۔

(50)شیخ، محمد بن صالح، اسلام میں بنیادی حقوق، دارالسلام، لاہور، 2007ع، ص:9-11۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.